ہم H ہ لاشیں ہیں

G پکستان کے صوبہ بلوچستان میں شیعہ ہزارہ ہلاکتیں

خلاصہ

نام پوچھتے ہوئے انہوں نے کہا کہ آپ میں سُنی کون کون ہے؟ پھر انہوں نے سُنیوں کو جانے کا کہا۔ ہم بھاگ نکلے۔ جہاں انہوں نے ہر اس آدمی کو جانے دیا جو شیعہ نہ تھا۔ وہاں اس بات کی تسلی کر لی کہ شیعہ بس میں ہی رہیں۔ اس کے بعد انہوں نے ان کو بس سے باہر نکالا اور ان پر فائر کھول دیا۔

(حاجی خوشحال خان بس ڈرائیور دسمبر 2011 کو [ ])

پاکستان کے صوبہ بلوچستان کے قصبہ مستونگ میں 20 ستمبر 2011 کو مسلح افراد نے ایک بس کو روکا جس میں قریباً 40 شیعہ مسلمان سوار تھے جو ہزارہ قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے اور ایران مقدس مقامات کی زیارت کے لئے جا رہے تھے۔ بس میں سوار سنی فقہ کے افراد کو جانے کی اجازت دینے کے بعد انہوں نے ہزارہ مسافروں کو اترنے کے لیے کہا اور پھر ان کو گولیوں کا نشانہ بنایا جس کے نتیجہ میں 26 افراد ہلاک اور چھ زخمی ہو گئے۔ اس کے بعد اسی دن مسلح افراد نے بچ جانے والے ہزارہ قبیلے کے تین افراد کو جو زخمیوں کو ہسپتال لے جا رہے تھے ہلاک کر دیا۔ لشکر جھنگوی جو کہ ایک سنی عسکریت پسند گروہ ہے نے اس حملے کی ذمہ داری قبول کر لی۔ مستونگ حملے میں شیعہ افراد کو دوسروں سے الگ کر کے قتل کرنے کا یہ پہلا واقعہ تھا اور آخری نہیں۔

میڈیا کی طرف سے اس وقت کے وزیر اعلیٰ بلوچستان اسلم رئیسانی سے جب پوچھا گیا کہ وہ ہزارہ کمیونٹی کے آنسو کیسے پونچھیں گے؟ تو جواباً انہوں نے کہا کہ "لاکھوں لوگ بلوچستان میں رہتے ہیں مستونگ میں چالیس لوگوں کا مرنا کوئی بڑی بات نہیں۔ میں سوگوار خاندانوں کے لیے ٹیشو پیپر سے لدا ہوا ٹرک بھیج دوں گا۔ میں ان کے لیے تمبا کو بھیجتا لیکن میں سیاستدان نہیں ہوں"۔

پاکستان کی آبادی کی اکثریت سنی مسلمان ہے اور اس کا 20 فیصد شیعہ ہیں۔ حالیہ سالوں میں ان کو فرقہ وارانہ تشدد کے ذریعے جس طرح نشانہ بنایا گیا ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ مسلح سنی عسکریت پسندوں نے پاکستان میں فائرنگ اور بمباری سے ہزاروں شیعہ شہریوں کو ہلاک کیا ہے۔ عسکریت پسندوں نے شیعہ پولیس افسران بشمول حکام کو دہشت گردی کا نشانہ بنایا۔ 30 اگست 2012 کو ایک جج ذوالفقار نقوی کو موٹر سائیکل پر سوار دہشت گردوں نے قتل کر دیا۔ ہیومن رائیٹس واچ کے ریکارڈ کے مطابق کم از کم 450 شیعہ 2012ء میں قتل کئے گئے۔ اور تقریباً 400 شیعہ 2013ء میں قتل ہوئے۔ اس طرح 2012ء شیعہ فقہ کے لیے خونی ترین سال تھا۔ اگرچہ سنی اور شیعہ عسکریت پسند گروہوں میں گاہے بگاہے تشدد کے واقعات عرصہ دراز سے پاکستان میں ہوتے چلے آ رہے ہیں لیکن حالیہ سالوں میں یکطرفہ اور بنیادی طور پر ایسے شیعہ افراد کو نشانہ بنایا گیا جن کا تعلق عوام سے تھا۔

اس رپورٹ میں سنی عسکریت پسندوں کے پاکستان کے جنوب مغربی صوبہ بلوچستان میں شیعہ ہزارہ کمیونٹی پر 2010ء سے لے کر اوائل 2014ء تک کے حملوں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ بلوچستان میں ہزارہ آبادی تقریباً پانچ لاکھ کے قریب ہے جو اپنے چہرے کے مخصوص خد و خال اور شیعہ مذہبی عقائد کی بنا پر خود کو غیر محفوظ تصور کرتے ہیں۔ 2008 سے لے کر اب تک پانچ سو سے زائد افراد قتل ہو چکے ہیں۔ لیکن ان کی نازک صورتحال کا اندازہ فرقہ وار قتل کا شکار شیعہ آبادی میں ہزارہ آبادی کی بڑھتی ہوئی شرح سے لگایا جا سکتا ہے۔

پاکستان میں 2012 کے دوران فرقہ وار قتل کا شکار ہونے والے شیعہ افراد کے تقریباً ایک چوتھائی کا تعلق بلوچستان

ہزارہ I ادری سے تھا۔2013 میں ہلاک ہونے والےG پ کستانی شیعہ افراد کی نصف تعداد کا تعلق ہزارI ادری سے تھا۔
2008 میں جمہورA کی بحالی کے بعد یکے بعد ´ ے حکومتوں کے دوران فرقہ ورانہ قتل عامH ستورG رہا ہے۔ ہزارہ قوم کی اکثر A ےT · د یJ حملہ آوروں کوL فتار کرنے، عسکرA پسند جو حملوں کی ذمہ داری کو قبول کرتے ہیں کے خلاف کاروائی کرنے میں صG ئی اور قومی سطحI پ حکام کی مستقلG کامی یہ ظاہر کرتی ہے کہ حکاG یG G اہل ہیںG لاتعلق اG ی وہ ممکنہ حدJ حملوں میں شریJ ہیں۔
گو کہ لشکر جھنگوی کی سرکارG یG ستی سطحI پ منظم سرI پستی کی کوئی شہادت نہیں ملتی۔لیکن ملک کے قانونG فذ کرنے والے ادارے،فوجی یG Q فوجی قوتوں نے تفتیش کرنےG ی آئندہ حملے روکنے کے لیے کوئی قدم نہ اG ی۔گو کہ لشکر جھنگوی کی جاA سے حملے غیرG ی ستی اداکاراوں کیG دتی کا نتیجہ ہیں۔
بین الاقوامی اdb نی حقوق کے قوا O اG ت کے متقاضی ہیں کہ حکومتیں منا C تفتیش کریں اور مستقل سنگینB ائم کی روک تھام کریںG ی پھر خود اdb نی حقوق کی خلاف ورزی میں قصوروار ٹھہریں۔
1947 کی آزادی کے بعد فرقہ وارA کا شکار ہونی والی C سےG دہ اموات جنوری،فروری 2013 میں ہو k ۔جس میں 180 ہزارہ قوم کے افراد ہلاک ہوئے۔اور لشکر جھنگوی نے ان دونوں حملوں کی ذمہ داری قبول کی۔
10 جنوری 2013 کو خودکش حملے میں سنوکر کلب میں ہزارہ قوم کے 96 افراد ہلاک ہوئے اور 150 زخمی ہوئے۔ مرنے والے اور زخمیوں کی اکثرA کلب ےT · د یJ کار بم کا شکار تھے۔جو کہ پہلے دھماکے کے دس منٹ بعد ہوا۔وہ لوگ جو پہلے حملے کا شکار ہونیوالوں کی مدد کے لیے آئے تھے وہ اس کاth نہ بنے۔
حکومت کی ابتدائی لاتعلقی اور بے حسی کی وجہ سے ہزارہ قوم نے مرنے والوں کو دفن کرنے سے انکار کرG ی جس کے نتیجے میں ان کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لیے ملک گیر مظاہرے ہوئے۔حملے کے تین دن بعد ہزارہ قوم کے مطالبےI پ وفاقی حکومت نے صG ئی حکومت کو معطل کرG ی۔اور وفاقی راG فذ کرG ی۔
کو [کے ہزاراG وَن کی سبزی منڈی میں بم دھماکے میں 17 فروری 2013 میں کم از کم 84 ہزارہ مارے گئے اور 160 سے زH ذخمی ہوئے۔حملہ آوروں نے سینکڑوں کلوL ام دھماکہ خیز موG نی کے ٹینک کےH رنصب کر رکھا تھا۔ریموٹ کنٹرول سے @. یہ مواداG یe یG تو قر o مارکیٹHB اروں سے بھری ہوئی تھی۔
ان حملوں میں بچ جانے والے اور شکار ہونے والوں کے خاH ان کہتے ہیں ان مسلسل حملوں نے بلوچستان کی ہزارہ قوم کو بہت نقصان پہنچاG ی ہے۔
ہزارہ قوم کے افراد بتدریج خوف و ہراس کی فضاء میں رہنے اورĚ وحرD محدود کرنےI پ مجبور ہو گئے ہیں۔جس سے ان کے لیے معاشی مشکلات پیدا ہوئی ہیں اور تعلیم کا حصول دشوار ہوe یG ہے۔
G مساعد حالات کی وجہ سے کافیG ی دہ ہزارہ قوم کے لوگ فرار ہو کر دوسرے ملکوں میں پناہ £I یG مجبور ہو گئے ہیں۔ہزارہ قوم کی مشکلات میں اG ت سے بھی اضافہ ہوe یG ہے کہG پ کستان کی سیکورٹی ایجنسیاں بھی ان کو شک کی نگاہ سے دX یG ہیں۔
بلوچستان کیI ٹ ی سیکورٹی ایجنسی فرنٹیئر کور کے ریٹI ڈ عہدH اران نے شنا @ کو صیغہ راز میں ر ® کی شرطI پ ہیومن رائٹس

واچ کو G کہ ہزارہ افراد "I ان کے ایجنٹ" اور G قابل اعتماد" ہیں۔ ایJ سابقہ اہل کار نے فراہم کئے بغیر یہ بھی کہا کہ ہزارہ اپنی حاE زار کو "مبالغہ" کے ساتھ بیان کرتے ہیںG کہ انہیں بیرون ملک پناہ مل سکے اور وہ Iیان سے مالی فوH اور سیاسی امداد حاصل کر سکیں G کہ وہ Iیان کے ایجنڈا کو Gپ کستان میں تکمیل کر سکیں۔ لشکر جھنگوی نے بہت سے حملوں اور ہلاکتوں کی نہ صرف ذمہ داری قبول کی بلکہ Gیرتوں اور جلوسوں Iپ مامور کیے گئے فرنٹیئر کور اور پولیس کے افسران کو بھی بے دردی سے قتل کر Gیہ۔

لشکر جھنگوی کی Gن نہ صرف شیعہ دشمن بلکہ Iیان دشمن بھی ہے۔ لشکر جھنگوی Gپ کستانی فوج اور ملٹری ایجنسیوں کے ساتھ لمبے عرصے سے قرo تعلق رکھتے ہے جس سے 1990 میں افغاIن اور کشمیر میں لڑنے والے مسلح اسلامی Lوہوں کے ساتھ روابط قائم کرنے میں لشکرِ جھنگوی کی حوصلہ افزائی ہوئی۔ لشکر جھنگوی کی تقریباً تمام لیڈر شC نے افغاIن میں طالبان کے ساتھ مل کر جنگ لڑی۔ 1998 میں لشکرِ جھنگوی نے مزار شریف میں رہنے والے ہزارہ Iادری کے ہزاروں افراد کے قتل عام میں بھی طالبان کی مدد کی G ہم حالیہ سالوں میں ان کے تعلقات میں ملک کے کچھ حصوں میں دراڑیں āآتی ہیں جو عمومی طورIپ Gیدہ پیچیدہ ہو گئی ہیں کیوH لشکر جھنگوی نے تحریJ طالبان کے j کے ساتھ مل کر Gیدہ اہم اورIٹے Iٹے فوجی افسروں، تنصیبات، سرکاری افسران، اور سول ڈھانچے کو اپنے حملوں کا Ŵنہ Gیہ ہے۔ جیسے ہی تحریJ طالبان Gپ کستان میں حملوں میں شدت اختیار کی ہے، لشکر جھنگوی اس کے ایJ Iے عسکری اتحادی کے طورIپ بلوچستان میں ابھری اور مزH شدت کے ساتھ Gپ کستان کے Iے خوشحال اور طاقتور صوبے پنجاب میں جہاں اس کی Bڑیں گہری اور مضبوط ہیں Gپ کستانی فوج تو IG دیتی ہے کہ لشکر جھنگوی کے ساتھ ان کا رسمی G غیر رسمی کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی بلوچستان میں متعین ایف سی اور ملٹری ایجنسیاں ہزارہ مخالف اور شیعہ مخالف Gکی Kبت رکھتے ہیں۔

2002 سے لشکر جھنگوی کا متحرک سرIاہ ملک اسحاق ہے۔ وہ 44 سے Gیدہ حملوں اور ان کے نتیجہ میں 70 سے Gیدہ افراد کی ہلاکتوں، جن میں Gیدہ Iتر شیعہ فرقے سے تعلق رکھتے ® ہیں میں ملوث رہا ہے لیکن اسے کبھی سزا نہیں ملی۔ وہ چالیس مقدمات میں قائم تمام الزامات سے گواہوں کو ڈرانے دھمکانے اور ججوں کو خوفزدہ کرنے کے Iiی ہو چکا ہے Gپ کستان کا عدالتی Āم ملک اسحاق کو سزا دلانے میں G کام رہا ہے۔ جس سے ایسے عناصر کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔

2008ء سے Gپ کستان اور بلوچستان کے حکام درجنوں مشکوک افراد کو شیعہ Iادری Iپ حملے میں Lفتار کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں جبکہ مٹھی بھر افراد مجرم ٹھہرائے گئے۔ عمومی طورIپ لشکر جھنگوی کی تمام لیڈر شC خاص مراعات کے ساتھ اپنے اختیارات اور احکامات Iوئے کار لاتے ہیں۔ خواہ وہ پولیس کی حراC میں ہوں G مقدمات کی سماF کر رہے ہیں۔ لشکرِ جھنگوی کے ان گنت سوG فتہ زیرِ حراC خطرG ک مجرمان بشمول عثمان سیف اللہ کُرد Iپ یشنل چیف بلوچستان ایسے حالات میں سِول اور فوجی حراC سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے جن کی وضا@ دینے میں مقتدر حکام G کام رہے۔

جون 2013ء میں بلوچستان کی نئی حکومت نے شیعہ زIین کے Iیان سفر کرنے والوں کے لیے کچھ سیکورٹی، اور کو [کے نواح ہزارہ G وَن میں بھی حفاظتی اقدامات کیے ہیں N ہزارہ اور بلوچستان کی دوسری شیعہ Iادری کی حاE میں بہتری نہیں آئی۔ جنوری 2014ء میں مستوJ میں Iیان سے واپس آتے ہوئے بس میں سوار زIین میں سے 28 ہزارہ، خودکش بم

حملے میں ہلاک ہوئے۔ گورنمنٹ کا ردعمل عارضی طورI پر بس سروس کو معطل کرنے کی صورت میں سامنےG آیا۔

9 جنوری 2014 کو بلوچستان کے سرحدی قصبےG فتان کے سرِ راہ ہوٹل میں خیبر پختونخواہ کے کم از کم 24 شیعہ زائرین I ایک I اور خودکش حملے میں مارے گئے۔ F.C کے جوانوں کی جوابی فائرنگ I سے J حملہ آور ہلاک ہو گئے G پاکستان کے وزیرI داخلہ چوہدری Ë راحمد نے اس ظالمانہ فعل کیGI پارلیمنٹ میں تجویز پیش کی کہ زائرین جو کہ G یادہI بہت غریب A ہیں، ہوائی G یا سمندری سفر اختیار کریںG چاہیے کیونکہH سات سو کلومیٹر کے بس روٹ I پر تحفظ دینا G ممکن ہے۔

ہزارہ افراد کو ہلاک D کا G نہ G بنایا جاتا ہے مذہبی جلوس میں شرکت D کے دوران میں، مسجد میں K نماز پڑھتے ہوئے، کام پر I جاتے ہوئے G یا روزمرہ H زندگی کے لیے کچھ بھی کرتے ہوئے کبھی اُنہیں ہلاک D کا G نہ G بنایا جاتا ہے اور کبھی بم سے اڑا G دیا جاتا ہے۔ یہ لوگ نہ صرف کوئیٹہ کی نواحی بستی ہزارہ میں خطرات میں گھرے ہوئے ہیں بلکہ دوسرے مضافات میں بھی یہ خطرات سے دوچار ہیں۔ مذہبی مقامات کی G زیارت کے سفر کے دوران اور واپسی I پر ہوٹلوں میں قیام کے دوران وہ ایسی ہی آفات سے دوچار ہوتے ہیں۔ ان کے لئے کوئی سفری راستہ نہیں نہ ہی کوئی HB وفرو @ کا انتظام ہے نہ مکتب جانے کا بندوبست اور نہ ہی روزمرہ کے کام کا کوئی ذریعہ ہے جو کہ محفوظ ہو۔

اسی دوران G پاکستان حکام نے ردعمل کے طور I پر تجویز I کیا کہ ہزارہ I برادری اپنے مضافات کو ختم کرے اپنی حرکات و § نقل و حرکت کو محدود کرے۔ مذہبی رسومات، معاشی، ثقافتی اور سماجی G ہموار یوں I I پر بڑھتی ہوئی G پابندیوں کو H زندہ رہنے کی قیمت کے طور I پر قبول کرے۔ اس کے G باوجود لشکر جھنگوی ان I پر حملہ کرنے اور مارنے کے راستے ڈھونڈ H لیتی ہے۔

ہزارہ I برادری کے انٹرویو کیے جانے والے بیشتر افراد میں، ان حقائق کی بنا I پر کہ ان I پر متواتر I حملوں کی کوئی تحقیق نہیں ہوتی مجرمان کو سزا نہیں دی جاتی منتخب K نمائندے اور سکیورٹی سروسز کے افراد ان سے مخاصمانہ رویہ رکھتے ® ہیں، ان سے تفریقی سلوک روا رکھا جاتا G ہے، یہ یقین پیدا کر G دیا ہے کہ بلوچستان میں متعین ملٹری فرنٹیئر کور اور حکومتی ادارے ان سے لاتعلق ہی نہیں بلکہ ان I پر حملوں میں شریک J بھی ہیں۔

ان خیالات کو یہ حقائق تقویت A دیتے ہیں کہ بلوچستان میں اعلیٰ فوجی G پارلیمانی، سول اور سکیورٹی اداروں کی موجودگی کے G باوجود ہزارہ I برادری I پر حملے اور حملہ آوروں کی A I جاری رہتی ہے۔ یہ سنگین ظلم اس وقت ختم ہو سکتا ہے۔ @ لشکر جھنگوی کو غیر مسلح اور منتشر کیا G جائے۔ اس کی قیادت اور عسکری انتہا پسندوں کو لائقِ احتساب ٹھہرایا G جائے اور G پابندی لگائی جائے G پاکستان کے بین الاقوامی ساتھیوں G پاکستان حکومت I پر G زور ڈالنا چاہیے کہ وہ عالمی حقوق انسانی کے معیار کو I قرار ® اور بلوچستان میں فرقہ وارانہ قتل و غارت کی تحقیق و تفتیش کرنے اور ذمہ دار افراد I پر مقدمات { چلانے کی یقین دہانی کرائے G پاکستان کے سیاسی رہنماؤں، قانون G نافذ کرنے والے اداروں، انتظامیہ، عدلیہ اور فوج کو ان حملوں کی روک تھام اور لشکر جھنگوی کے ظلم کیخلاف فوری اقدامات کرنے چاہیں۔ لیکن G پاکستانی G € مسلسل لاتعلق اور غیر مؤثر I تماشائی کا کردار جاری رکھے ہے تو وہ واضح طور I پر شیعہ اور ہزارہ I برادری کے قتل میں شراکت D دار ہے۔

شفارشات

حکومت پاکستان کے لیے۔

1۔ وزیراعظم پاکستان نواز شریف کو چاہیے کہ وہ فرقہ وارانہ ہلاکتوں کی عوامی مذمت کرنے کے موقف پر عمل کرتے ہوئے لشکر جھنگوی کی قیادت، اس کے عہدیداران، منصوبہ بندی کے ذمہ داران جرائم کے مرتکب افراد اور فرقہ وارانہ کے تعصب کو ہوا دینے والوں کی فوری گرفتاری اور ان پر مقدمات چلانے کے احکامات صادر کریں۔

2۔ تمام عسکری گروہ جو انسانی حقوق کی شدید خلاف ورزیوں میں ملوث ہیں خاص طور پر لشکر جھنگوی کا احتساب کیا جائے ان کو غیر مسلح اور منتشر کیا جائے۔

3۔ ایک آزاد وفاقی کمیشن قائم کیا جائے جو بلوچستان میں فرقہ وارانہ ہلاکتوں کی تحقیقات کرے ان کے خلاف مقدمات قائم کرنے کی سفارشات دے اور رپورٹ پبلک کرے پاکستان کی وفاقی، صوبائی اور مقامی سطح پر ناکامی کی تحقیق کرے۔ کمیشن کی رسائی متعلقہ حکومتی اداروں کے ریکارڈ تک، فرقہ وارانہ قتل بلا حیل وحجت ہونی چاہیے کمیشن کو کھلی کچہری اور عدالتی احکامات کے ذریعے فرقہ وارانہ حملوں میں بچنے والے متاثرین کے لواحقین سرکاری افسران اور سیکورٹی فورس کے عہدیداران کو طلب کرنے اور ان کے بیانات قلمبند کرنے کا اختیار ہونا چاہیے۔

4۔ فرقہ ورانہ حملوں میں ملوث تمام انتظامیہ اور سیکورٹی کے عہدے داران کو ملازمت سے فوری طور پر خارج کر دیا جائے بشمول ان کے جو ان حملوں میں ملوث افراد کو گرفتار کرنے اور ان کے خلاف تفتیش کرنے میں ناکام رہے ہیں۔

5۔ اقوام متحدہ کے نمائندوں کو دعوت دی جائے کہ وہ غیر عدالتی، غیر معقول، اور بغیر مقدمہ چلائے ہلاکتوں کی رپورٹ تیار کر سکے اور ایک سپیشل رپورٹ مذہبی آزادی اور بلوچستان میں فرقہ وارانہ تشدد کے بارے میں بھی تیار کرے۔

بلوچستان کی صوبائی حکومت کے لیے

1۔ تمام عسکری گروہ خاص طور پر لشکر جھنگوی جو انسانی حقوق کی شدید خلاف ورزیوں میں ملوث ہے ان کا احتساب کیا جائے انہیں غیر مسلح اور منتشر کیا جائے اور پابندی لگائی جائے۔ اس سلسلے میں آئین کے مطابق وفاقی حکومت کی مدد حاصل کی جائے۔

2۔ پولیس کو ہداA کی جائےG ر D کلنگ Target Killing کے تمام مقدمات کی تفتیش کرے اور جو بھی ان میں ملوثG پائے جا k انI مقدمات { ئے جا k ۔ خاص طورI لشکر جھنگوی اور اس کے ساتھ وابستہ عسکریL وہوں کے خلاف کاروائی کی جائے آ j اور قانون کے دI ہ میں رہتے ہوئے وفاقی سطحI تفتیش میں مدد کی جائے۔

3۔ ہزارI ادری اور شیعہ فقہ کی مشاورت کے ساتھ حفاظتی اقدامات کو بہتر کیا جائے اور سیکورٹی فورس کو شیعہ مسجدوں اور دوسری جگہوں جہاں شیعI ادری کے اجتماع ہوتے ہیں متعین کیا جائےG کہ وہ تشدد کے خوف کے بغیر اپنی مذہبی معاشرتی ثقافتی اور معاشی سرL میوں کو جاری رکھ سکیں۔

4۔ بین الاقوامی معیار کے مطابق منافرت پھیلانے والی تقاI اور ان کے نتیجہ میں اشتعال اور استحصال پیدا کرنے کے خلاف قواIO عمل کیا جائے۔

5۔ فرقہ وارانہ حملوں کے متI ین اور ان کے رشتہ داروں کو مناC نفسیاتی رہنمائی اور معاشرتی مدد مہیا کی جائے۔

Gپ کستان کو امداد دینے والے بین الاقوامی ساتھیوں بشمول اقوام متحدہ، یورG یوO، Gپن، آسٹریلیا، ورلڈ بینک اور ایشین ڈویلپمنٹ بینک۔

1۔ Gپ کستانی حکومتIG پ. وَڈالا جائے کہ وہ بین الاقوامی abنی حقوق G.A اپنے فرائض پورا کرے۔ اور بلوچستان میں فرقہ وارانہ ہلاکتوں کی تفتیش اور تمام مرتکب مجرمان خاص طورI لشکر جھنگوی جس نے سینکڑوں حملوں کی ذمہ داری قبول کی کے خلاف کاروائی کرکے بہتر حکومت کے معیار کو فروغ دے۔

2۔ Gپ کستانی حکومتIG پ. وَدالا جائے کہ وہ تمام عسکرA پسندL وہوں جو abنی حقوق کی شاH خلاف ورزیوں میں ملوث ہیں کا احتساب کرے اور ان کو غیر مسلح اور منتشر کرے۔

3۔ بلوچستان اوG پ کستان میں د ٔ جگہوںI فرقہ ورانہ ہلاکتوں کی تفتیش میں بیرونی قانونG فذ کرنے والے ادارے Gپ کستان کو مدد کی پیشÛ کریں۔

4۔ Gپ کستانی حکام کو کہا جائے کہ اقلیتوں کے ساتھG ا ù فیوں میں ملوث عسکرA پسندL وہوں کے خلاف کاروائی نہ کرنے Iپ امریکہ کی طرف سے معاشیI قیاتی اور فوجی مدد اور تعاون خطرے میںI پڑ ¦ تے ہیں۔

5۔ G پ کستانی حکام I پ واضح کیا جائے کہ فرقہ وارانہ تشدد میں فوج اور د ´سکیورٹی ایجنسیوں کا تشدد میں ملوث GG ی ایسے تشدد کو I دا ٹ GGG C پ کستان کے ساتھ فوجی تعلقات کو خطرے میں ڈال سکتا ہے۔

6۔ سرکاری حکام جو ہزارہ اG پ کستان کے رہا U شیعہ افراد کے خلاف تشدد اور تعصب کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں کو عوامی سطح I پ تنقید کا ni نہ G ی جائے۔

7۔ G پ کستانی حکومت I پ زور G ی جائے کہ وہ غیر عدالتی، بے ی داور بغیر مقدمہ { ئے ہلاکتوں کی رپورٹ تیار کروائے اور ا J سپیشل رپورٹ مذہبی آزادی کے G رے میں بھی تیار کروائے۔

ان پیغامات کو مؤ I بنانے کے لیے سفارتی سطح I پ ، قانون G فذ کرنے والے اداروں اور خفیہ اداروں کے درمیان دوطرفہ R قاتیں کی جا k ۔

2014/04 Gپکستان ہزارہ

فاC سکرپA

کو Gپکستان

H ھ کی شام، علمدار روڈ I پر رحمت اللہ گول چکر کے قرA سنوکر کلب I پر ایJ خودکش حملہ ہوا جس میں کئی افراد مارے گئے۔ حملے کا ش نہ ہزارہ I ادری کے افراد تھے۔

HHI م

ایشیاء ڈائیریکٹر

ہیومن رائٹس واچ

پچھلے دو سالوں میں G پکستان میں 700 سے G ید شیعہ مسلمان مارے جا چکے ہیں اور اس تشدد کا I شکار ہونے والی ہزارہ I ادری تھی جو اس لئے ش نہ بنی اور علیحدہ کر دی گئی کیو H وہ شیعہ اقلیت ہے۔

رمضان علی شکار ہونے والے کا بھائی:

میں اپنے I ے بھائی G در علی کے ساتھ دوکان میں تھا۔ میں حملے سے دس پندرہ منٹ پہلے دوکان سے e ی۔ علاقے کی چھ ساتھ دوکانوں میں سے چار I پر حملہ ہوا اور چھ آدمی مارے گئے۔

کیا وہ C ہزارہ تھے؟

وہ C ہزارہ تھے۔ حملے سے ایJ G ی دو دن پہلے وہ آئے اور ہمارے I پڑوسیوں سے پوچھا کہ کیا ہم ہزارہ ہیں؟ اس نے انہیں G ی ہاں یہ C ہزارہ ہیں۔

کون G ی تھا؟

دہشت I د، ان لوگوں کا تعلق لشکر جھنگوی اور اہل i والجما F سے تھا۔

BRAD ADAMS

ASIA DIRECTOR

HUMAN RIGHTS WATCH

اس میں کوئی I پ اسرار راز نہیں کہ کون یہ حملے کر رہا ہے؟ وہ لوگ جو اس کا شکار ہوئے، ان کے خاH ان کے افراد حتیٰ کہ قانونG نفذ کرنے والے ادارے اور حکومت کہتی ہے کہ وہ جا Ã ہیں کہ یہ لشکر جھنگوی ہے۔

محمدH یم بم سے بچنے والا: Bombing Survivor

میں مارکیٹ میں اپنی فیملی کے لئے کچھ سبG ری HB نےe میں سٹال کے سامنے تھا کہ دھما کہ مجھ سے بیسL کے فاصلےI پ ہوا۔ میں جا« ہوں کہ لشکر جھنگوی نے اس کی زمہ داری قبول کی ہے۔

شازیہ-متI ہ کی بہن:

میرا بھائیI ایرانG یرتوں کے لیےe تھا۔ ایJ ماہ بعد وہ واپس آ رہا تھا۔ راستے میں ان کی بسI پ دھما کہ خیز مواد سے بھری ہوئی کار نے حملہ کیا۔ وہ صرف اکیس سال کا تھا۔

HHI مز-ایشیاء ڈI یکٹر

ہیومن رائٹس واچ

ایسے لوگوں کو پکG جو اس بہیمانB م کا ارتکاب کرتے ہیں G پ کستان میں ان کا احتساب کافی پیچیدہ معاملہ ہے۔ اور خاص طورI پ @. سیکورٹی فورسز میں لشکر اور ان سے ہمدردی ر ® والوں کی کافی تعداد ہے۔

رمضان علی-متI ہ کا بھائی:

میں نے پولیس میں ایJ شکاA درج کروائی۔ لیکن وہ کچھ نہیں کر ¦ اور کرتے بھی نہیں۔ کیوH کہ پولیس بے بس ہے۔ وزI یر داخلہ بلوچستان نے خود ایJ دفعہ کہا" میں جا« ہوں کے قاتل کون ہیں؟ اور ان کی تعداد کتنی ہے؟ لیکن میں کچھ کر نہیں سکتا". @ حکومت خود بے بس ہو تو پولیس کیا کر سکتی ہے؟

HHI مز-ایشیاء ڈI یکٹر

ہیومن رائٹس واچ

لشکر کیG پ کستان کی سیکورٹی ایجنسیوں کے ساتھ ملی بھگت کافیI پ انی ہے۔ جس کے نتیجہ میں @. بھی ان کوL فتار کیا جG ہے۔ وہ جادوئی طر ¨ سے جیل کےH رسے فرار ہو جاتے ہیں۔ کوئی نہیں جا« ! کہ وہ کیسےG ہر P ہیں؟ لیکن وہ اچا GJ ہر ہوتے ہیں۔ اور کھلم کھلا اپنا کام کرتے ہیں۔ حالاH ان میں سے کافی (Most wanted) اشتہاری ہیں۔ اور وہ

اپنی Dٹ انگیز تقرIیں اور چھپے ہوئے مواد کے ذریعے جن میں ایسے پمفلٹ بھی شامل ہیں۔جن میں ہزارہ کو قتل کیG جاI قرار

Gیéَ ۔اور یہ کہ ان کا خاتمہ کیGے جائے۔

محمد علی دوکاHار:

اپنے تحفظ کے پیشā ہمیں مین مارکیٹ سے علمدار روڈ منتقل ہوIGڑا۔ ہمارےL دی J دوکان Iپ حملہ کیا éَیا۔اس لئے ہمیں

مارکیٹ کو چھوIGڑا۔ ہمارے ساتھ والے دوکاHار اور مارکیٹ کی سیکورٹی کا ðنہ Gیéَ۔

رمضان علی۔ متIہ کا بھائی:

کوئی بھی مارکیٹ نہیں جاG چاہتا، اL مارکیٹ جاG از حد ضروری ہو تو لوگ اس کےG رے میں دس دفعہ سوچتے ہیں۔اور گھر سے

P ہوئے اپنے تحفظ کے لیے قرآنG پاک کی Gیات کا ورد کرتے ہیں۔

شازیہ۔ متIہ کی بہن:

میں خود کو غیر محفوظ سمجھتی ہوں۔@ میں اپنے گھر سے{ ہوں کالج بس میں جاتی ہوں۔@ میں بس میں داخل ہوتی

ہوں میں کلمہ Iپڑھتی ہوں۔ہوسکتا ہے کہ میں انکا اگلا ðنہ بنوG میری کوئی دو Є ہم اسG رے میںG لکل نہیں جا Ã۔

HHI مز۔ایشیاء ڈIیکٹر

ہیومن رائٹس واچ

3۔فاC سکرA:

یہ واضح ہے کہ ایجنسیوں اور لشکر کے مابین ملی بھگت ہے اور@ J G Є خود اس کو در Є نہیں کرتی۔اس کا کوئی حل نہیں

ہے۔اسکا مطلب یہ ہے جو بہیمانہB م کے مرتکب ہیں ان کو قرار واقعی سزا دی جائے۔کئی کیسوں میں واضح شہادت موجود

ہے۔وہاں بہت سے گواہان ہیں بے شمار گھر کے بھیدی وعدہ معاف گواہ بن ¦ ہیں بشرطیکہG Є تشدد کے واقعات کے مر

تکب افراد کے خلاف کاروائی میں مخلص اور سنجیدہ ہوں۔